بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاجتماعیت فی الاسلام

اقامة الدین وشہادت حق

تالیف: ابو دجانہ المہاجر السلفی حفظہ اللہ



website : http://www.muwahideen.tk

Email : info@muwahideen.tk

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو جہانوں کو پالنے والا ہے،اور صلاۃ وسلام ہو رسولوں کے سردار محمد بن عبداللہ ﷺ پر

امابعد!

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ﴾[القصص : ۲۸/۵]

اور ہم چاہتے ہیں کہ جولوگ زمین میں کمزور بنادیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اوران کوامام بنائیں اوران کوزمین کا وارث بنادیں۔

ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لینقضن عرا الاسلام عروة عروة ، فكلما انتقضت عروة تشبث الناس بالتی تلیھا ، واولھن نقضا الحكم ،واخرھن الصلاة)).

البتہ ضرور بگڑے گی اسلام کی رسی گرہ گرہ ہوکر تو جوبھی گرہ ٹوٹے گی تو لوگ باقی رہ جانے والی چیز کے ساتھ چمٹ جائیں گے اورسب سے پہلے اللہ کا حکم اٹھے گا اور آخر میں نماز اٹھے گی[مسند احمد:۶/۲۱۶۵۶/۳۳۴]

اور فیروز الدیلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لینقضن الاسلام عروۃ عروۃ کما ینقض الحبل قوۃ قوۃ))

البتہ ضرور اسلام کا ایک ایک کنڈہ توڑا جائے گا جیسے رسی کا ایک ایک بل توڑا جاتا ہے۔[مسند احمد:۵/ ۱۷۵۷۸/ ۲۷۵]

اور بلا شبہ اسی طرح واقع ہوا جس طرح صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کے ساتھ حکم کرنا چھوڑ دیا گیا اور دنیا کے تمام لوگوں نے طویل عرصہ سے اللہ تعالیٰ کی محکم شریعت سے اعراض کرلیا اور جب سے لوگوں نے ((الحکم بما انزل اللہ)) ترک کیا تب ہی سے لوگ دین سے دور ہونے شروع ہوگئے اور آج تک ایسا ہی ہورہا ہے حتیٰ کہ دین سے بہت ہی دور ہوگئے۔ چنانچہ کچھ نے تو دین کو پکڑ لیا اور اکثریت نے ترک کردیا جیسا کہ سابقہ امتوں نے کیا تھا۔ اور جو فرائض ضائع کردیے گئے ان میں سب سے بڑا فرض بعد کفر بالطاغوت اور ایمان باللہ کہ ((الاعتصام بحبل اللہ جمیعا))یعنی اللہ کی رسی کو سب نے مل کر پکڑنا ہے اور امام واحد کی بیعت سے وفا کرنا ہے جو کہ امت مسلمہ کی قیادت کتاب اللہ کے ذریعے کرے اور مسلمین کا واحد امام ہو اور خلیفہ علیٰ منہاج النبوۃ ہو۔

یہی وہ فریضہ ہے جس کے قیام کے بغیر طاغوتی حکام اور بادشاہ لوگوں کی گردنوں پر زبردستی مسلط ہوگئے ہیں اور انہوں نے اللہ کی شریعت کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا

ہے اور انسانوں اور جنات کے شیاطین نے جو بناوٹی قوانین اور انسانی دستوروں اور جاہلیت کے احکامات کی ان پر جو تلاوت کی ہے یہ طاغوتی بادشاہ اور حکام انہی کی پیروی کرر ہے ہیں چنانچہ طواغیت کے یہ ایجنٹ رب العالمین کی آیات سے جھگڑتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں اور ہر وہ جابر جو دین کا دشمن ہے اس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں۔اور یہ چیز امت مسلمہ کے آپس کے تفرقے اور دین قیم سے ہٹ جانے کے سبب اور زیادہ ہوگئی ہے۔اور آپس کا تفرقہ اس قدر شدت اختیار کرگیا ہے کہ ایک جاہل آج یہ گمان کرتا ہے کہ تفرقہ تو دین میں سے ہے اور یہ کہ اختلاف امت تو رحمت ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کثرت سے ارشاد فرمایا ہے کہ:

((وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ(۵۲) فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ(۵۳) فَذَرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ(۵۴) اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِيْنَۙ(۵۵) نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ))[المؤمنون : ۵۲/۵۱]

بیشک تمہاری یہ امت حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں تو مجھ ہی سے ڈرو، تو پھر آپس میں اپنے امر کو متفرق کر کے جدا جدا کردیا جو چیز جس فرقہ کے پاس ہے وہ اسی سے خوش ہو رہا ہے، آپ ان کو ایک مدت تک ان کی غفلت ہی میں پڑے رہنے دیں کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو دنیا میں ان کو مال اور بیٹوں سے نوازتے

ہیں (تو اس سے) ان کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں (نہیں) بلکہ یہ شعور ہی نہیں رکھتے۔

اور فرمایا:

((اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ))[الاسراء : ۹]

یہ قرآن وہی رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے۔

لیکن لوگوں نے قرآنی ہدایت سے اعراض کیا سوائے اس کے جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی ہدایت سے رحم کیا۔ اور ظلم کیا اور ''حبل اللہ'' یعنی اللہ تعالیٰ کی رسی کو تھامنے کا فریضہ ترک کر دیا اور گروپ بندیاں بنالیں اور قومیت خاندانی نسب اور وطنیت جیسی شیطانی رسیوں کو تھام لیا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر دوستی اور دشمنی چھوڑ دی ان تمام باتوں کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا اور حالانکہ قرآن جو سب سے بہترین اور سیدھا راستہ ہے جس نے ہمارے لئے اساس اور ضابطے بیان کر دیئے ہیں جن پر اجتماع و جنگ دوستی اور حب و بغض کی بنیاد رکھنا واجب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

((اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْآ اُولٰٓئِکَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یُهَاجِرُوْا مَا لَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا ۚ وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْکُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍۭ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ(۷۲) وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ

بَعۡضٍ ؕ اِلَّا تَفۡعَلُوۡهُ تَكُنۡ فِتۡنَةٌ فِى الۡاَرۡضِ وَفَسَادٌ كَبِيۡرٌ))[الانفال : ۷۲/۸،۷۳]

جولوگ ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور اپنے مال اور جان سے لڑے اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔اور جولوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں تم کو ان کی رفاقت سے کوئی سروکار نہیں اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملات)میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم ہے مگر ان لوگوں کے مقابلے میں کہ تم میں اور ان میں (صلح کا) عہد ہو مدد نہیں کرنی چاہئیے اور اللہ تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے اور جولوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں تو (مومنوں) اگر تم نہ کروگے تو زمین میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا افساد مچے گا۔

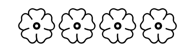
یعنی اگر مشرکین سے اجتناب نہ کروگے اور مہاجرین سے دوستی نہ کروگے اور ان کے ساتھ مل کر اللہ کی رسی کو نہیں پکڑوگے تو پھر لوگوں میں عنقریب فتنہ برپا ہوگا اور وہ فتنہ احکامات کا مشکوک ومشکل ہونا اور مومنین اور کافرین کا خلط ملط ہوجانا ہے تو لوگوں میں لمبا چوڑا افساد وانتشار ہوجائے گا جیسا کے دنیا کے لوگوں کا آج کل حال ہے لیکن اللہ نے اس امت کے ساتھ اپنے کرم واحسان اور رحمت سے چاہا کہ اپنا نور مکمل کردے اگرچہ کافروں کو براہی کیوں نہ لگے پس ایسے وقت میں جہاں ہر طرف

طواغیت موجود ہیں اور یہ تمام طواغیت ''وہائٹ ہاؤس'' کوسلام کرتے ہیں عین ایسے وقت میں اللہ جل جلالہ نے لوگوں کے لئے خلیفہ مقرر کردیا جس وقت ''وہائٹ ہاؤس'' میں رہنے والے طاغوت نے دنیا کے لئے لعنتی ''نیو ورلڈ آرڈر'' نے قواعد وارکان مقرر کئے تھے جسے جدید عالمی نظام'' NEW WORLD ORDER'' کا نام دیا گیا ہے یہ بدترین طاغوتی نظام ہے رب العالمین کی لعنت ایسے بدترین نظام پر۔ اللہ تعالیٰ نے وہائٹ ہاؤس کو سیاہی سے ڈھانپ دیا خلیفۃ المسلمین کے واسطے۔ اور اللہ باقی رکھے گا اور ان پر رحم کھائے گا جو ان کو ذلیل کریں گے اور یہ مہاجرین وانصار کے باہم اجتماع سے ہوگا جو جمع ہو گئے اللہ کے راستے میں جہاد کے واسطے پس وہ متحد ہو گئے پختگی کے ساتھ دین کی نصرت پر اور خلافت کے قیام پر جو کہ اسلام کے نام پر ہے جمہوریت کی بدعت سے نہ ہوگا کلمۃ الحق جمہوریت جیسے مشرکانہ عمل سے کبھی بھی بلند نہ ہوگا اور اس طرح اسلام کی ساری کوششیں بے سود ہونگی بلکہ یہ کام امت مسلمہ کے کلمے کی طرف جمع ہونے کی کوشش سے ہوگا اور ان کے باقی ماندہ افراد اور ان کی قوت وشوکت ایک ایسے امام کے تحت جمع ہونے سے ہوگی جو نہ مشرقی ہو اور نہ مغربی بلکہ راست باز مسلم ہو اور ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہو جو مسلمانوں کی قیادت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے کرے۔ اور یہ قوت اور شوکت طاغوت کی بدترین مملکت پر کفر کرنے اور حق پر قائم رہنے سے ہوگی اور اکیلے واحد آسمانوں اور زمینوں اور فرشتوں اور جن وانس کے پروردگار کی مملکت میں داخل ہونے سے ہوگی۔ تاکہ اللہ اجل ذکرہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہو جائے کیونکہ تمام تر

عزت وقوت اللہ ہی کی ہے اور صحیح حدیث میں ہے جسے امام نسائی نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((یــــداللّٰـــــہ علی الجمـــاعـــــــة))

اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔اور اللہ ہی کا ہادی ونصیر ہونا کافی ہے۔



اللہ کی رسی تھامنے اور ایک امام کی بیعت باندھنے کا واجب ہونا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ(۱۰۳) وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(۱۰۴) وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾

[آل عمران : ۱۰۲/ ۱۰۵]

اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں فرقہ فرقہ مت بنو اور اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی نعمت سے

بھائی بھائی ہوگئے اورتم تو آگ کے گھڑے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کواس سے بچالیا اور اس طرح اللہ تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ اورتم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں اور ان لوگوں کی طرح مت ہوجانا جو فرقے فرقے ہوگئے اور واضح احکام کے آنے کے بعد ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے اور ان لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔

اور یہ نص محکم اور قاطع ہے اور یہ خطاب تمام امت مسلمہ سے ہے اس میں اللہ کی رسی کو تھامنے کا وجوب بغیر کسی قید اور شرط کے ہے اور جو شخص اس امر مطلق پر اپنی مرضی کی کوئی قید لگاتا ہے یا اپنی طرف سے کوئی شرط لگاتا ہے جیسے کہ کسی نے شوکت کے وافر ہونے کی شرط لگائی۔اول تو یہ شوکت و تمکین تو الاعتصام اور بیعت کا ثمرہ ہے شرط ہرگز نہیں ہے (وہ جان لے کہ) اس نے پکارا اپنے نفس کے ساتھ اس کے کہ جس سے وہ کراہت کرتا ہے جب اس نے اپنے نفس کو کھڑا کیا اور احکم الحاکمین کے حکم کو پیچھے ڈالا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((واللہ یحکم لا معقب لحکمه وھو سریع الحساب))

اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی اس کے حکم کو پیچھے ڈالنے والا نہیں اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا))[مریم : ٦٤]

اور تیرا رب بھولنے والا نہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں ہے: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ وہ شرط لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہے اور ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں نہیں ہے وہ باطل ہے۔ جس نے کوئی ایسی شرط لگائی جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو اس کے لئے کچھ بھی نہیں رہا۔ اور اللہ کی شرط تو سو مرتبہ سے زیادہ اوثق ہے۔

تو پھر جان لیجئے یہ تو اعتصام امت سے دور کرنے کی شیطانی چال ہے کیونکہ تفرقہ ہی شان وشوکت لے جاتا ہے اور بزدلی لاتا ہے اور ضعف کے وقت اعتصام واجب ہو جاتا ہے تا کہ جھگڑے کو شک میں ڈالا جائے اور تفریق کو ختم کیا جائے اور بعض کی تکمیل ہو اور کلمہ وقوت جمع ہو جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے:

((وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ))[الانفال : ٩٦]

اور جھگڑا امت کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

ریحکم سے مراد تمہاری قوت ہے نبی ﷺ نے امت کے لئے اعتصام کی کیسی شفاف کیفیت بیان کی ہے جس پر مزید کسی بیان کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ((ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی تا کہ آپ ﷺ لوگوں کو واضح طور سے بتائیں جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے تا کہ یہ لوگ تفکر کریں))[النحل : ٤٤]

اور اس آیت کی وضاحت کے لئے کئی احادیث ہیں:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لا نبي بعدي وسيكون خلفاء فيكثرون، قالوا : فما تامرنا؟ قال : فوا ببيعة الاول فالاول واعطوهم حقهم فان الله سائلهم عما استرعاهم)).

بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھے، جب کوئی نبی ہلاک ہوجاتا تو اس کے پیچھے دوسرا نبی آجاتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور عنقریب کثرت سے خلفاء ہونگے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: پہلے خلیفہ کی بیعت پوری کرو پھر پہلے خلیفہ کی بیعت پوری کرواوران کوان کا حق دو کیوں کہ اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرے گا جس کی وہ نگہبانی ورکھوالی کرتے ہیں ۔(بخاری و مسلم)

اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ بالا محکم آسان ترین کیفیت اعتصام کے بعد کسی کو اس کیفیت پر کلام کرنے کی جسارت کیسے ہوسکتی ہے؟ ۔اس بیان کی سند کے لئے رب ذوالجلال کا یہ قول کافی ہے: ((ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو واضح طور سے بتائیں جوان کی طرف نازل کیا گیا ہے تا کہ یہ لوگ تفکر کریں))

چنانچہ یہ حدیث ((**اعتصام بحبل الله جميعا**)) کی پوری کیفیت بیان کرتی ہے اوروہ یہ ہے کہ صرف اکیلے امام کی بیعت کرنا اوراسی کی مدد کرنا اوراسی کو سننا اوراس کی

اطاعت کرنا گناہ کے کاموں کے علاوہ۔ نظام خلافت کی ضرورت اور اہمیت اور نوعیت تمام تر دینی ہے اور عمل صالحات میں اہم ترین عمل ہے اس طرح تمام مسلمین کا خلیفہ اور امام ایک ہی ہوگا اور مختلف خطوں میں الگ الگ حکومتیں اور خلافتیں قائم کر لینا جائز ہی نہیں ہے۔ علامہ ماوردی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((لا یجوز ان یکون للامۃ امامان فی وقت واحد))

[احکام السلطانیۃ]

یہ بات جائز نہیں ہے کہ ایک ہی وقت میں امت کے دو خلیفہ ہوں۔

ابوزکریا النواوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((اتفق العلماء علی انہ لا یجوز ان یعقد لخلیفتین فی عصر واحد سواء اتسعت دار الاسلام ام لا))

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دارالاسلام کی حدیں چاہیں وسیع ہوں یا غیر وسیع ایک ہی زمانے میں دو آدمیوں کی خلافت کا قیام جائز نہیں۔ [شرح مسلم کتاب الامارۃ]

شریعت نے اس اصول کو بڑی اہمیت دے رکھی ہے اس کے نزدیک ہر وہ شخص قابل گردن زنی ہے جس کے ہاتھوں پر ایک خلیفہ کے ہوتے ہوئے خلافت کی متوازی بیعت کر لی گئی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ صریح ارشاد موجود ہے:

((اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الآخر منھما))

اگر خلافت کی بیعت دو آدمیوں پر کر لی جائے تو بعد والے شخص کو قتل

کردو (جس کی بیعت پہلے خلیفہ کی بیعت کے بعد میں کی گئی ہے)۔

یہ حدیث اور پہلے والی حدیث اس بات پر دلیل قاطع ہے کہ اسلام میں ایک سے زیادہ سربراہ حرام ہیں اور یہ کہ امت کے لئے ایک ہی سربراہ ہو اور وہ سربراہ ''امام الاعظم'' ہے اور یہ کہ ایک خلیفہ کی بیعت ہو جانے کے بعد دوسرا شخص خلافت کی بیعت کے لئے آئے تو پہلے کی بیعت ہی صحیح ہے اور اس کی بیعت سے وفا کرنا واجب ہے اور دوسرے کی بیعت باطل ہے اور اس کے ساتھ وفا کرنا حرام ہے اور یہ کہ ایک زمانے میں دو خلیفہ ہونا جائز نہیں دارالاسلام کے لئے اس سے بڑی ہلاکت اور کیا ہوگی۔

عرفجہ بن شریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((انہ ستکون بعدی ھنات ھنات (ای فتن و شرور) فمن رائیتموہ فارق الجماعۃ او یرید ان یفرق امر امۃ محمد ﷺ کائنا من کان فاقتلوہ!! فان کان یداللہ علی الجماعۃ، فان الشیطان مع فارق الجماعۃ یرکض)).

میرے بعد عنقریب ایسا ایسا ہوگا (یعنی فتنے و شرور ہونگے) پس جسے تم جماعت سے علیحدہ دیکھو یا جسے تم دیکھو کہ امت محمد ﷺ کے امر میں تفرقہ ڈالتا ہے چاہے وہ کوئی بھی ہو اسے قتل کردو!! کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور شیطان اس کے ساتھ دوڑتا ہے جو جماعت سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ (مسلم و نسائی اور یہ لفظ نسائی کے ہیں)

اس حدیث سے جو جلیل القدر فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ یہ ہیں:

① کہ نبی ﷺ نے اپنے بعد فتنہ کے واقع ہونے کی خبر دی اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ نے کہا تھا۔تو یہ علم نبوت کے علم سے ہے۔

② نبی ﷺ نے اس شخص کے قتل کا حکم دیا جو آپ ﷺ کی امت کے امر میں تفرقہ ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے چاہے وہ کیسا ہی ہو اور چاہے وہ صالح نظر آتا ہو۔

③ کہ اللہ کے نزدیک امت اسلامیہ کی وحدت کی حفاظت جماعت سے علیحدہ ہونے والے مسلم کے خون سے زیادہ حرمت والی ہے۔

④ کہ اللہ عظیم وکریم کا ہاتھ جماعت کے اوپر ہے اور اس میں دلیل ہے کہ شان وشوکت اور ہدایت یہ دونوں چیزیں ایک اکیلے خلیفہ والی جماعت المسلمین کے ساتھ ہیں چاہے ان مسلمانوں کی تعداد کم ہی کیوں نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کتنے ہی قصص (واقعات) بیان کئے ہیں جو ان معنوں کی تائید وتاکید کرتے ہیں۔

⑤ یہ کہ جماعت المسلمین میں سے الگ گروہ میں سے ہر گروہ کے سر پر شیطان ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((فَانۡسَلَخَ مِنۡهَا فَاَتۡبَعَهُ الشَّيۡطٰنُ فَكَانَ مِنَ الۡغٰوِيۡنَ))

[الاعراف]

پھر اس نے اپنی کینچلی اتار دی تو شیطان اس کے پیچھے لگا اور وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔

❀❀❀❀

الاعتصام بحبل اللہ

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے ! جو راستہ مسلمانوں کو کامیابی کی منزل مقصود تک پہنچاتا ہے وہ اجتماعیت کا راستہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایک منظّم اجتماعی زندگی گذارنے کو واجب قرار دیا ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اس راستہ کا تعین کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ .... وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا﴾

اے ایمان والو!..........اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقہ فرقہ مت بنو۔[آل عمران:۱۰۲/۱۰۳]

یعنی الگ الگ نہ رہو، باہم جڑے رہو، الگ الگ نہ رہنا اور باہم جڑے رہنا کس طرح کا اور کس معیار کا ہونا چاہیئے؟ اس کی وضاحت رسول اللہ ﷺ نے کردی ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((علیکم بالجماعة وایاکم والفرقة))[ترمذی : ۲/ ۴۱]

جماعت کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رہو اور فرقہ پرستی سے پوری طرح الگ رہو۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((امرکم بالجماعة والسمع والطاعة والهجرة والجهاد فی سبیل الله)) [احمد و ترمذی بحواله مشکوٰة]

میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جماعت کے ساتھ رہنے کا ،سمع ،(یعنی احکام امیر سننے) کا طاعت (یعنی احکام ماننے) کا ہجرت کا اور جہاد فی سبیل اللہ کا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جس جماعتی زندگی کا حکم اسلام نے دیا ہے وہ کوئی ڈھیلی ڈھالی جماعتی زندگی نہیں جس کی شیرازہ بندی صرف اخلاقی رشتوں سے ہوئی ہو بلکہ ایسی متحد منظّم اور مظبوط جماعتی زندگی ہے جس کو سمع اور طاعت کے آہنی تاروں سے بھی پوری طرح کس دیا ہے۔ پھر یہی نہیں کہ مسلمانوں کی جماعت کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رہنے اور جماعتی زندگی بسر کرنے کا یہ ایک لازمی حکم ہے۔ بلکہ یہ ایسا لازمی حکم ہے جس کی خلاف ورزی میں نہ ایمان کی خیر ہے نہ اسلام سے رشتہ برقرار رہ سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((انه من خرج من الجماعة قید شبر فقد خلع رقبة الاسلام من عنقه)). [احمد وترمذی بحواله مشکوٰة : ۳۲۱]

جو شخص (مسلمانوں کی) جماعت سے بالشت بھر بھی الگ ہو رہا کوئی شک نہیں کہ اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال پھینکا۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((من خرج من الطاعة وفارق الجماعة فمات مات ميتة جاهلية))

جوکوئی اطاعت سے کنارہ کشی کرے گا اور جماعت سے الگ ہو رہے گا اور اسی حالت میں مرجائے گا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔[مسلم:۲/۱۲۷]

جس طرح مسلمانوں کو''جماعۃ المسلمین'' سے اپنا جڑا ہوا رشتہ کاٹ لینا ایمان کے منافی ہے۔اسی طرح اس نظم اجتماعی سے وابستہ نہ ہونا بھی دینی حیثیت سے انتہائی خطرناک ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((من مات وليس في عنقه بيعة مات ميتة جاهلية))[مسلم:۲/۱۲۸]

جوشخص اس حالت میں مرجائے کہ اس گردن میں بیعت (کا قلادہ) نہ ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

خلیفہ کی اطاعت کو ایمان کی ایک ضروری علامت بتایا گیا ہے۔اور اولوالامر کی اطاعت کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت قرار دیا گیا ہے: نبی ﷺ فرماتے ہیں:

((من يطع الامير فقد اطاعني ومن يعص الامير فقد عصاني)).

جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔[مسلم:۲/۱۲۴]

یاد رکھئے اسلام میں بیعت صرف اور صرف خلیفہ کی ہے اس کے علاوہ تمام بیعت باطل ہیں خلیفہ کے مقرر کردہ امراء خلیفہ کی اجازت سے خلیفہ کے لئے بیعت لے سکتے ہیں ایک بار پھر یاد دہانی کرائی جاتی ہے کہ اسلام میں بیعت صرف اور صرف خلیفہ کی ہے جسکی اطاعت کرتے ہوئے اسکے مقرر کردہ امیر کی اطاعت (ماسوائے حرام کے) کی جاتی ہے۔

کتاب وسنت کی رو سے تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ حبل اللہ سے بندھے رہیں اور فرقہ بندی سے دور رہیں۔مسلمانوں پر نظام خلافت کا قائم کرنا واجب ہے خلیفہ/امام کی اطاعت اللہ اور رسول کی اطاعت ہے۔مسلمانوں کی جماعت سے بالشت بھر کی علیحدگی ایک مسلم کو اسلام کے حلقے سے محروم کر دیتی ہے اور خلیفہ/امام کی بیعت سے مر جانا جاہلیت کی موت مرنا ہے۔اسلام نے اجتماعی زندگی گذارنے کو مسلمانوں پر واجب قرار دیا ہے اور اس حد تک واجب قرار دیا ہے کہ اگر تین مسلم بھی ہیں تو وہ بھی ایک امیر کے تحت زندگی گذاریں گے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لایحل لثلاثة یکونوا بفلاة من الارض الا امروا علیهم احدهم)).

تین آدمیوں کے لئے جو کسی جنگل میں رہتے ہوں ان کے لئے رہنا حلال نہیں مگر یہ کہ وہ اپنے میں سے ایک کو اپنا امیر بنا کر رہیں۔

[منتقی الاخبار وابوداؤد]

اس حدیث سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ اگر تین مسلم بھی ہیں تو ان کے

لئے الگ الگ رہنا حرام ہے ان پر واجب ہے کہ ایک ان میں سے دونوں پر امیر ہو اور باقی دو اس کے مامور و ماتحت ہوں جیسا کہ ہم نے پہلے ہی اس مسئلے کی وضاحت کر دی ہے اور اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو ان کی زندگی اسلامی زندگی نہ ہوگی حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرما دیا کہ:

((اذا خرج ثلثة فی سفر فلیؤمروا احدهم))[ابو داؤد: ۱/۲۵۱]

جب تم میں سے تین آدمی (بھی) سفر کے لئے نکلیں تو ایک کو اپنا امیر بنالیں۔

ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ لوگوں کی عادت تھی کہ سفر کے دوران جب کہیں پڑاؤ ڈالتے تو ادھر ادھر پھیل جاتے اور اپنی اپنی پسند کی مختلف جگہیں ٹھہرنے کے لئے منتخب کر لیتے۔ نبی ﷺ نے ایک بار یہ صورت حال دیکھی تو سرزنش کرتے ہوئے فرمایا:

((ان تفرکم فی هذه الشعاب والاودية انما ذلکم من الشيطان)).

تمہارا اس طرح مختلف گھاٹیوں اور میدانوں میں متفرق رہنا صرف شیطان کی وجہ سے ہے۔

اس تنبیہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ:

لوگ پھر کبھی اس طرح متفرق نہ ہوئے اور جب کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو ایک دوسرے سے بالکل لگ کر ٹھہرتے حتی کہ خیال ہوتا کہ اگر انہیں ڈھکا جائے تو ایک ہی کپڑے

کے نیچے سب آ جائیں گے۔[ابو داؤد: ۱/۳۵۴]

معلوم ہوا کہ بغیر کسی جماعتی نظم کے پورا سفر کر ڈالنا تو درکنار اس کے دوران چند گھنٹوں کا کوئی پڑاؤ بھی اگر اپنے اپنے طور پر کرلیا جائے تو اتنی سی دیر کی بھی زندگی شان اجتماعیت سے آراستہ دکھائی نہ دے سکے تو یہ بات بھی اسلام کو قطعی گوارہ نہیں اور اسے وہ شیطان کی پیروی قرار دیتا ہے۔مسلمان آج کل کے حالات پر غور کریں اور پھر اپنا جائزہ لیں کہ وہ کس قسم کی زندگی گذار رہیں ہیں؟ آیا کہ ان کی زندگی اسلامی ہے یا شیطانی؟

اسلام کے نزدیک اجتماعیت کی اہمیت انتہائی بلند ہی نہیں انتہائی وسیع اور ہمہ گیر بھی ہے حتی کہ انسان کے عام رہن سہن کا کوئی گوشہ بھی اس کی حدود واثر سے آزاد نہیں۔اجتماعیت اسلام کو کچھ ایسی ہی مطلوب ہے جیسا کہ پانی مچھلی کو مطلوب ہوا کرتا ہے۔اسلام اپنے پیروؤں کو جماعتی زندگی بسر کرانے پر اس قدر مصر کیوں ہے؟ وہ ایک منظّم سیاسی نظام کے قیام کو ضروری کیوں ٹھہراتا ہے اور امراء کی اطاعت کو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اس کی نافرمانی کو اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کیوں قرار دیتا ہے؟ اور جماعتی اتحاد میں شگاف ڈالنے والے پر سے اپنی امان کیوں اٹھا لیتا ہے؟ وہ بیعت خلافت سے محروم رہ جانے والے کی موت کو جاہلیت کی موت کیوں کہتا ہے؟

اس سلسلے میں اتنی بات تو بالکل صاف ہے اور قطعی سمجھنی چاہئیے کہ اجتماعیت اسلام کی غرض وغایت پوری کرنے میں کوئی بڑا ہی خاص حصہ لیتی ہے اور دین وایمان کے

مفادات کی کوئی اہم ترین خدمت انجام دیتی ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اسے اتنی غیر معمولی اہمیت ہرگز نہ دیتا اس غرض و غایت کی وجہ ہمیں اس حدیث سے پتہ چلتی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذة والقاصیة والناحیة)). [مسند احمد بحوالہ مشکوٰة]

شیطان انسان کا بھیڑیا ہے جس طرح بکریوں کے لئے بھیڑیا ہوا کرتا ہے یہ بھیڑیا اس بکری کو پکڑتا ہے جو الگ جا بھاگتی ہے یا دور نکل جاتی ہے یا کسی طرف علیحدہ ہو رہتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((علیکم بالجماعة وایاکم والفرقة فان الشیطان مع الواحد وھو من الاثنین ابعد من اراد بحبوبةالجنة فلیلزم الجماعة)). [احمد، ترمذی]

مسلمانوں کی جماعت کا دامن مضبوطی سے تھامے رہو اور تفریق کے قریب بھی نہ پھٹکو کیونکہ شیطان اکیلے شخص کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے بہت دور ہوتا ہے اور جو شخص جنت کا وسط چاہتا ہے پس اسے چاہیئے کہ وہ جماعت سے چمٹا رہے۔

مسلمانوں کی اجتماعیت موجود نہ ہونے کی بناء پر ایک مسلم عملاً ذیل کے متعدد پہلوؤں سے بے تعلق ہو کر رہ جاتا ہے۔

① سب سے اہم ترین چیز تو یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق پوری طرح ادا نہیں کرسکتا دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ اس بندگی کے کتنے ہی اہم ترین مطالبات کو پورا کرنے کی پوزیشن ہی میں نہیں ہوسکتا۔اس کے دین کی شہادت اور اقامت سے زیادہ بڑا اور اہم فریضہ اور کیا ہوسکتا ہے یہ تو وہ فریضہ ہے جو کہ ایک مسلم کے وجود کی کل غایت ہے۔اسی طرح جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب عمل اللہ کی نگاہ میں اور کیا ہوگا جسے حدیث میں صراحتاً سب سے افضل فرمادیا گیا ہے اور جس کے اشتیاق سے خالی رہنے والے سینے کو نفاق کا مریض قرار دیا گیا ہے اجتماعی زندگی سے محروم رہ کر کیا ان فرائض سے عہدہ براہونے کی کوئی شکل ممکن ہے؟ ظاہر ہے کہ نہیں اور یقیناً نہیں۔

② اگر ایک مسلم انہی بستیوں اور آبادیوں میں رہتا سہتا ہے تو اسلام کی مطلوبہ اجتماعیت کے موجود نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ لازماً ایک غیر اسلامی یعنی کافرانہ نظام کے تحت زندگی گذار رہا ہے اور کسی کافرانہ نظام کے تحت زندگی گذارنے کے معنی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ مسلمین کی زندگی غیر اسلامی خطوط پر ہی بسر ہو رہی ہے بلکہ یہ کہنا بھی خلاف واقع نہ ہوگا کہ اس کے شخصی قوانین کی حرمت بھی پوری طرح برقرار رہ جانے والی نہیں اسلام کی مطلوبہ اجتماعیت اور اجتماعی نظم کے موجود نہ ہونے کے لازمی معنی بالعموم یہی ہوتے ہیں کہ مسلمین کی زندگی کافرانہ نظام کے تحت بسر ہو رہی ہے یعنی ایک ایسے نظام کے تحت جس میں زندگی کا عام اجتماعی کاروبار کافرانہ بنیادوں پر چلتا ہو جس میں اقتدار اعلیٰ کا مالک اور اصل قانون ساز اللہ تعالیٰ کے بجائے طاغوت ہو یا پارلیمنٹ۔سینیٹ اور اسمبلیاں ہوں اور اقوام متحدہ کے قوانین

ہوں۔جس میں اخلاق کی اجتماعی قدریں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے نہیں بلکہ طاغوتی طاقتوں اور کفار کے نظام حکومت سے اخذ کی گئی ہوں جس میں وسیع تر اجتماعی معاملات کے اندر اسلام کا داخلہ ممنوع ہو عدالتوں، پارلیمینٹ، سینیٹ اور اسمبلیوں میں اسلام کا داخلہ ممنوع ہو جس میں معروفات اور منکرات کے تعین میں قرآن وسنت کا فیصلہ کوئی آخر فیصلہ نہ ہو اور سب سے اہم یہ کہ اللہ کا دین اسلام کفار اور منافقین کے ووٹوں کا محتاج ہو اور اسلام کے کتنے ہی معروف منکر اور منکر معروف بنا دیئے گئے ہوں جس میں انسانی اور بین الاقوامی تعلقات کی بنیادیں عدل وانصاف اور تعاون علی البرّ کے اسلامی اصولوں کے بجائے کسی قوم، کسی نسل، کسی وطن، کسی طبقے، یا کسی ازم کے مادی مفادات پر اٹھائی گئی ہوں۔جس میں عدالتیں شرعی قوانین ہی کے مطابق فیصلے کرنے کی مطلق پابند نہ ہوں حتی کہ جس میں مسلمین اپنے انفرادی معاملات میں بھی اسلامی احکام وضوابط پر عمل کرنے میں پوری طرح آزاد نہ ہو ایسے معاشرے میں رہنے والے مسلمین کی آنکھیں آخر کار آہستہ آہستہ اس صورت حال کی عادی ہونے لگیں گی جذبات کی بے قراری اور ذہنی بغاوت پر تھکاوٹ اور پھر افسردگی طاری ہونے لگے گی اضطراب احساس غم کی سطح پر آجائے گا اور بغاوت کی آگ حسرت کی راکھ میں تبدیل ہو جائے گی۔پھر یہ بھی دور ختم ہوگا اور اب دینی حمیت سے دل خالی ہونے شروع ہوں گے۔کافرانہ نظام سے طبیعتیں مانوس ہونے لگیں گی۔ذہنی اور جذباتی لڑائی صلح اور رواداری سے بدلنے لگے گی اور کفار سے مسلمانوں کی کوئی عملی مخالفت باقی نہ رہ جائے گی اور آخر کار کافرانہ نظام خوب بن جائے گا جو کبھی

انتہائی ناخوب تھا مسلمان اس کافرانہ نظام اور اقتدار کو جو اس کے دین کو دیس نکالا دے چکا ہے یا کم سے کم یہ کہ جس نے اسے خانہ قید کر رکھا ہے سلامیاں دے گا اس کی بارگاہ میں عزت کا طالب ہوگا اس کی نوکری میں فخر محسوس کرے گا اس کی خیمہ برداری کا حق حاصل کرنے کے لئے دوڑ پڑے گا وہ کیسا مسلم ہوگا؟ جو کفار کے نظام کے خلاف زبان سے بھی کوئی اظہار نا گواری نہ کرے گا۔



شہادت حق

دیکھا آپ نے مسلمانوں کی غیر اجتماعی زندگی دین اور ایمان کے لئے کیسے کیسے شدید خطرات پیدا کر دیتی ہے اور مسلمانوں کو شیطان کا صید زبوں بنا دیتی ہے اس کے برعکس اجتماعی زندگی ان کے لئے کیا ثابت ہوتی ہے یہ جاننے کے لئے ہادی اسلام رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنئے:

((یداللّٰہ علی الجماعۃ)). [ترمذی]

اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔

یعنی اجتماعی زندگی ہی وہ زندگی ہے جس میں مسلمان اللہ تعالیٰ کی نوازشوں اور نصرتوں کے فی الواقع سزاوار بنتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا پورا ہونا مسلمانوں کی اجتماعی زندگی پر موقوف ہے۔

وہ مقصد کیا ہے جس کے لئے اسلام نے اپنے پیرؤوں کو اجتماعی زندگی بسر کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسلام کی مطلوبہ اجتماعیت کا مقصد قرآن مجید وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّ سَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ)). [البقرة]

اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا ہے تا کہ تم دوسرے تمام

لوگوں پر (حق کے) گواہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ)).[آل عمران : ١١٠]

تم ایک بہترین امت ہو جسے دوسرے سارے انسانوں کے لئے برپا کیا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بدی سے روکتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَّ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ .... أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ)).[الشوریٰ : ١٣]

اس نے تمہارے لئے وہ دین مقرر فرمایا ہے جس کی تلقین اس نے نوح (علیہ السلام) کو کی تھی اور جس کی وحی (اے محمد ﷺ) ہم نے تم پر کی ہے......(اس ہدایت کے ساتھ) کہ تم اس دین کو قائم کرو۔

یہ تینوں چیزیں شہادت حق، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اقامت دین دراصل ایک ہی معنی و حقیقت کے ترجمان ہیں اور ان کا یہ لفظی اختلاف اسی ایک معنی کے تین خاص رخوں کو نمایاں کرنے کے لئے ہے۔

قرآن حکیم کے ان بیانوں سے بالکل واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ وہ فریضہ یا مقصد جس کے لئے مسلمان اس زمین پر ایک جماعت کی حیثیت سے موجود ہیں اور ایک امت کی حیثیت سے مامور ہیں اللہ کے دین کی اقامت اور شہادت ہے اس لئے انہی

بیانوں سے بالواسطہ یہ بات بھی واضح ہورہی ہے کہ اسلامی اجتماعیت کا مقصد اقامت دین ،امر بالمعروف اور شہادت حق کے سوا اور کچھ نہیں۔اگر اس اجتماعیت کا مقصد صرف اللہ کے دین کی اقامت اور شہادت ہے تو یہ اس بات کا بھی فیصلہ ہے کہ اس اجتماع کا مرکز صرف یہی دین اور صرف یہی دین ہوسکتا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید نے اہل ایمان کو ایک متحد و منظّم گروہ بن کر رہنے کی ہدایت دیتے وقت جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ یہ ہیں:

((وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا)).

[آل عمران: ۱۰۴]

تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں فرقہ فرقہ مت بنو۔

ہر وہ نظام سیاست جس کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہیں ہے وہ بدعت جاہلیت کفر یا شرک ہے اسلام کا سیاسی نظام صرف اور صرف ''خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ'' ہے۔جس کی پہلی شرط ایک شرعی خلیفہ کی بیعت پر تمام مسلمانوں کا اکھٹا ہونا اس کے علاوہ جو بھی جماعت یا نظام ہے وہ جاہلیت ہے جس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((ومن دعا بدعوی الجاھلیة فھو من جثی جھنم وان صام وصلی وزعم انه مسلم)).

[احمد وترمذی بحواله مشکوة کتاب الامارة]

اور جس نے جاہلیت کی پکار پر لوگوں کو بلایا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اگر چہ
وہ روزے رکھتا ہو، نمازیں پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلم سمجھتا ہو۔

جاہلیت کے معنی ہیں اسلام کی ضد یہ اتنی ہی واضح حقیقت ہے جتنی یہ بات کہ شرک توحید کی ضد ہے۔اس لئے ہر وہ پکار جاہلیت کی پکار ہوگی جس کا ثبوت قرآن وسنت سے نہ ہو۔جس کو قرآن حق کی پکار تسلیم نہ کرتا ہو جسے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے کبھی بلند ہوتے نہ سنا گیا ہو اور جسے اللہ کے دین میں جواز کی سند حاصل نہ ہو اسلام نے مسلمانوں کو ایک خلیفہ کی بیعت کے تحت زندگی بسر کرنے کا حکم دیا ہے اس کے علاوہ ہر طریقے سے بیزاری کا اظہار کیا ہے ایسی حالت میں اگر کوئی شخص مسلمانوں کے اس اجتماعی نظم سے آزادی اختیار کر لینے کی طرف بلاتا ہے تو یہ ایک کھلی ہوئی جہالت کی پکار ہوگی جس کا انجام جہنم ہوگا۔قرآن مجید نے تمام مسلمانوں کو اللہ کی رسی کے شیرازے سے منسلک رہنے کی وصیت فرمائی ہے۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے امام المسلمین کو حبل اللہ قرار دیا ہے۔

لہذا اگر حبل اللہ کے بجائے کسی اور رشتے کو مرکز بنا کر مسلمانوں کو اکھٹا ہونے کی دعوت دی جائے تو قطعاً ایک جاہلی دعوت ہوگی۔خواہ وہ خون کا، وطن کا، زبان کا، رنگ کا، غرض کوئی سا بھی رشتہ ہو۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((ليس منا من دعا الى العصبية)). [ابوداؤد]

وہ ہم میں سے نہیں جس نے لوگوں کو عصبیت کی طرف بلایا۔

غرض جاہلی پکار اور عصبیتی دعوت ایک نجاست ہے اور اسلام کا ذوق لطیف اسے ایک

لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ چنانچہ جب بھی کبھی ایسا ہوا کہ اغوائے شیطانی کے تحت کسی مسلم کی زبان سے اس طرح کی کوئی بات نکل گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا فوری نوٹس لیا اور ذہنوں کو اس گندگی کے اثرات سے پاک کرنے میں ذرا بھی دیر نہ لگائی۔ غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر ایک مہاجر اور ایک انصاری میں جھگڑا ہو گیا مہاجر نے انصاری کی پشت پر لات ماری انصاری نے ''یا للانصار'' (دوڑو اے انصار) کی صدائے فریاد بلند کی جواب میں مہاجر نے بھی ''یاللمہاجر'' (پہنچو اے مہاجرو!) کا نعرہ لگایا رسول اللہ ﷺ کے کانوں تک یہ الفاظ پہنچے تو فرمایا:

((مابال دعوىٰ الجاهلية؟ دعوها فانها منتنه)). [بخاری]

یہ کیسی جاہلیت کی پکار تھی ؟ دور رہو اس سے کیونکہ یہ بڑی بدبودار چیز ہے۔

ظاہر ہے کہ ''یاللانصار'' اور ''یاللمہاجرین'' کے الفاظ جو دراصل نسلی اور وطنی نعرے تھے صرف ایک وقتی جھگڑے کے سلسلے میں زبان سے اچانک نکل آئے تھے کسی سوچے سمجھے فلسفے اور نظریہ کے تحت کسی مستقل جماعت سازی کی دعوت نہ تھی لیکن پھر بھی رسول اللہ ﷺ کو یہ الفاظ اتنے ناگوار گزرے گویا یہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ غلاظت کے کیڑے اور عفونت کے بھبھکے ہیں، جنہیں کسی مسلم کے منہ سے ہرگز نہ نکلنا چاہئیے۔ تو ذرہ سوچیئے! دین کے نام پر تفرقہ بازی کتنی بدبودار ہوگی؟ یہ حنفیت ،شافعیت، حنبلیت، مالکیت اور اہلحدیثیت کے نعرے بھی بدبودار نعرے ہیں یہ تفرقہ ہے مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان بدبودار جاہلی نعروں سے دور رہیں۔ ان بدبودار

جاہلی نعروں نے امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کردیا ہے۔اسلام کا نظام حکومت دراصل نظام خلافت ہے۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے اولوالامر یعنی خلفاء اور امراء کی اطاعت کا حکم دے رکھا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡآ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا﴾ [النساء: ۵۹]

اے ایمان والوں اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی اور تم میں سے جو اولوالامر ہیں ان کی، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹا ؤ اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول ﷺ کی طرف اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دین پر ایمان ہے۔یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایسے بہت سے قوانین کے نفاذ کی ذمہ داری ڈال رکھی ہے جسے خلافت کے بغیر نافذ کیا ہی نہیں جاسکتا اور خلافت بغیر خلیفہ کے ممکن نہیں ! مثلا قاتل کو موت کی سزا دینا، چور کا ہاتھ کاٹ دینا، زانی کو سنگسار کرنا یا کوڑے لگانا وغیرہ۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر یہ واجب کردیا ہے کہ مسلم معاشرہ ایک امام وخلیفہ سے ہرگز خالی نہیں ہے۔دینی حیثیت سے یہ ایک ناقابل قبول صورت حال ہے۔

چنانچہ فخر الدین رازی ان آیتوں میں سے جن میں مسلمانوں پر حکم اللہ جاری کرنے کی

ذمہ داری ڈالی گئی ہے ایک آیت: ﴿ والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما ﴾ چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔[المائدة] کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''علماء متکلمین نے اس آیت کو اس بات کا ثبوت قرار دیا ہے کہ امت کے لئے ایک معین امام مقرر کر لینا واجب ہے۔ان کا استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے چوروں اور زانیوں پر حد جاری کرنا واجب ٹھہرایا ہے۔اس لئے ایک ایسے شخص کا ہونا ضروری ہے جو اس فرمان الٰہی کا براہ راست مخاطب (اور اس کی تعمیل کا ذمہ دار) ہو۔ادھر امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ عام افراد و اشخاص کو مجرموں پر حدیں جاری کرنے کا حق نہیں ہے بلکہ جہاں تک آزاد مجرموں کا تعلق ہے ان پر حدیں جاری کرنے کے بارے میں تو اس بات پر اجماع ہے کہ امام کے سوا کسی اور کے لئے وہ قطعاً جائز ہی نہیں۔اب جب حدیں جاری کرنے کی ذمہ داری ایک قطعی اور لازمی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا ایک امام کے بغیر ممکن ہی نہیں اور یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے جس شئے پر کسی امر واجب کی تعمیل منحصر ہو اور وہ حد استطاعت سے باہر بھی نہ ہو وہ خود بھی واجب ہو جاتی ہے تو ایسی حالت میں امام کے تقرر کا واجب ہونا بالکل قطعی ہو جاتا ہے۔[تفسیر کبیر:۳/۴۱۵]

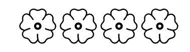
اسلامی طرز حکومت کی یاد تازہ کرنے کے لئے ان میں سے دو خاص حدیثوں پر پھر سے نظر ڈال لیجئے:

① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((امرکم بخمس بالجماعة والسمع

والطاعة والهجرة والجهاد فی سبیل اللہ)) میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں، (مسلمانوں کی)جماعت کے ساتھ رہنے کا، سمع (احکام سننے) کا، اطاعت (احکام ماننے) کا، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کا۔

[احمدو ترمذی بحوالہ مشکوۃ]

② ((**من مات ولیس فی عنقه بیعة مات میتة جاهلیة**)) جوکوئی اس حال میں مرگیا ہو کہ اس کی گردن بیعت (کے قلادے) سے خالی ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ [مسلم : ۱۲۸/۲]



جماعت کے بغیر اسلام اسلام نہیں اور امارت کے بغیر جماعت جماعت نہیں

اسوۂ رسول اللہ ﷺ کا حال اس باب میں روشن حجت ہے سارے مسلمان ایک امت اور جماعت تھے اور رسول اللہ ﷺ اس کے قائد اور سربراہ تھے پورا اسلامی خطہ ارضی ایک مملکت تھا اور رسول اللہ ﷺ اس مملکت کے حکمران تھے جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس کام کو سب سے اہم سمجھا اور جسے ہر دوسرے کام پر مقدم رکھا وہ خلیفہ رسول اللہ ﷺ کا انتخاب اور نظم خلافت کا قیام تھا حتی کہ تدفین کے فریضے کو بھی مؤخر رکھا گیا نعش مبارک رکھی رہی جب خلیفہ کا انتخاب ہو گیا تب جا کر اسے دفن کیا گیا صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ طرز عمل نہ اختلافی تھا نہ ہنگامی بلکہ اجماعی بھی تھا اور مستقل بھی تھا یعنی انہوں نے ایسا پورے اتفاق رائے سے کیا تھا اور بعد میں بھی ایسا ہی کیا جب کسی خلیفہ کا انتقال ہوا تو اس وقت تک اسکے دفن کے فریضے کی طرف متوجہ نہ ہوئے جب تک اس کے جانشین کا انتخاب نہ کر لیا گیا۔

[شرح عقائد نسفية]

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ کے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

((الا ان محمدا قد مات ولابد لهذا الدين ممن يقوم به)).

آ گاہ رہو محمد ﷺ مر چکے ہیں اور اب اس دین کے لئے ایک ایسا شخص بہر حال ضروری ہے جو اس (کے قیام ونفاذ) کا ذمہ دار ہو۔

[کتاب المواقف: ۸/ ۳۴۹]

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا منشاء ان لفظوں سے واضح طور پر ایک خلیفہ کے انتخاب وتقرر کے سوا کچھ نہ تھا یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بھرے مجمع میں کہی گئی تھی اور ایک زبان بھی ایسی نہ تھی جس نے اس کے صحیح اور برحق ہونے سے انکار کیا ہو۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

((لااسلام الا بالجماعة ولا جماعة الا بامارة)).

[جامع بیان العلم]

جماعت کے بغیر اسلام اسلام نہیں اور امارت کے بغیر جماعت جماعت نہیں۔

علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جب خوارج نے: **((لاحكم الالله))** کا نعرہ لگایا تو آپ نے فرمایا: **((انما يقولون لا امارة ولابد من امارة برة او فاجرة))** ان کا کہنا تو یہ ہے کہ کوئی امارت ہونی ہی نہ چاہیئے۔ حالانکہ امارت بہر حال ضروری ہے چاہے وہ اچھی ہو چاہے بری۔ [الملل والنحل للشهرستانی : ۱/ ۵۵]

جس حکومتی نظام خلافت کی ضرورت پر قرآن وحدیث اسوۂ رسول اللہ ﷺ اور اقوال

واعمال صحابہ رضی اللہ عنہم سب کی شہادتیں موجود ہوں اور ایسے واضح اور قطعی انداز کی موجود ہوں اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ مسلم معاشرے کی یہ ایک لازمی ضرورت ہے اور اس نظام خلافت کا قائم کرنا اور قائم رکھنا مسلمانوں کے دینی فرائض میں شامل ہے اور اس فرائض کے واجب ہونے پر تمام اہل حق علماء اور آئمہ نے بالاجماع زور دیا ہے مثلاً قاضی الماوردی لکھتے ہیں:

((عقدها لمن يقوم بها فى الامة واجب بالاجماع))

امامت یعنی خلافت کا ایک ایسے شخص کے لئے انعقاد جو امت کے اندر اس کی ذمہ داریوں کو پورا کر سکے بالاجماع واجب ہے۔

[احکام السلطانیۃ:٣]

علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفیہ میں لکھتے ہیں:

((الاجماع على ان نصب الامام واجب)).

[احكام السلطانية: ١١]

اس بات پر اجماع ہے کہ امام (یعنی خلیفہ) کا تقرر واجب ہے۔

یعنی امت مسلمہ کے لئے اپنا ایک حکومتی نظام خلافت قائم کرنا شرعاً واجب ہے اگر وہ اپنے اس فریضے سے عہدہ براں نہیں ہوتی تو یہ ایک اجتماعی معصیت ہوگی جس کے لئے اللہ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا آگے اس کے وجوب کی دلیلیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: **((ولان كثيرا من الواجبات الشرعية يتوقف عليه))** اور اس لئے کہ بہت سے شرعی واجبات کا ادا ہونا اسی خلافت پر موقوف ہے

[ص: ۱۱] جس نظام حکومت کے بغیر دین کے کثیر التعداد واجبات ادا ہو ہی نہیں سکتے کیسے ممکن ہے کہ وہ تو موجود نہ ہو مگر دین صحیح معنوں میں موجود ہو؟ ماننا پڑے گا کہ خلافت کے نظام کے بغیر اسلام اپنی صحیح اور کامل شکل میں کبھی نمودار نہیں ہوسکتا اور عقل عام یہ کہنے پر مجبور ہوگی کہ جس اسلام اور امام کے پاس حکومت اور نظام حکومت نہ ہو اس کی حیثیت ایک لنگڑے لولے اور اپاہج جسم سے زیادہ نہیں!!

چنانچہ امت مسلمہ کی پیش رو امت (بنی اسرائیل) کے بارے میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی)).

بنی اسرائیل کا نظم ونسق ان کے انبیاء چلاتے تھے جب ایک نبی وفات پا جاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی مبعوث ہو جاتا۔ [مسلم کتاب الامارۃ]

اسی حدیث میں اسی امت کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وانه لا نبی بعدی وستکون خلفاء تکثر قالوا فما تامرنا؟ قال: فوا ببیعة الاول فالاول واعطوهم حقهم فان الله سائلهم عما استرعاهم)).

اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ خلفاء ہونگے اور کثرت سے ہونگے صحابہ کرامؓ نے پوچھا آپ اس بارے میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: پہلے خلیفہ کی بیعت پوری کرو اور ان کا حق انہیں

دے دو پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھ لے گا جس چیز کا انہیں نگہبان بنایا تھا اس کے متعلق۔[رواہ مسلم]

جو شخص خلافت کے منصب پر فائز ہو تو خلیفۃ المسلمین کا فرض یہ ہوگا کہ اللہ کے دین کو قائم کرے جیسا کے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((ان امر علیکم عبد مجدع یقودکم بکتاب اللہ فاسمعوا له واطیعوا)).[مسلم کتاب الامارۃ]

اگر کوئی ایسا غلام بھی تمہارا امیر بنا دیا جائے جس کے اعضاء کٹے ہوئے ہوں لیکن وہ کتاب اللہ کے مطابق تمہاری قیادت کرے تو اس کی سنو اور اطاعت کرو۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((ان ھذاالامر فی قریش لا یعادیھم احد الا کبه اللہ علیٰ وجھه ما اقاموا الدین)). [بخاری کتاب الاحکام]

یہ امر خلافت قریش میں رہے گا جو شخص اس معاملے میں ان کے خلاف محاذ آرائی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل گرادے گا جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ منصب خلافت کے قیام کی غرض وغایت اور خلیفہ کا فرض منصبی صرف اقامت دین ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات، احکامات اور نصیحتوں پر غور کریں تو مطلب صاف

واضح ہوگا کہ ''منصب خلافت کے قیام کی غرض وغایت'' فریضہ ''اقامۃ الدین'' کی بنیاد اولیٰ ہے جس کے بغیر یہ فریضہ لازم کبھی بھی ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ گویا خلیفہ کا وجود اگر مطلوب ہے تو صرف اللہ کے دین کو قائم رکھنے کے لئے اور یہی وہ فریضہ ہے جسے اسے انجام دینا ہوتا ہے ان حقائق کی موجودگی میں علماء نے بجا طور پر امامت یعنی خلافت کی تعریف ان لفظوں میں کی ہے **((هی خلافة الرسول فی اقامة الدین))** امامت نام ہے دین کی اقامت کے معاملے رسول اللہ ﷺ کی جانشینی کا۔

[کتاب المواقف]

خلیفۃ المسلمین کے فرائض جتنے وسیع اور ہمہ گیر ہیں اس کے حقوق بھی اتنے ہی عظیم ہیں دنیا کی کوئی بھی دوسری حکومت اور حکمران شخصیت وہ حقوق نہیں رکھتی جو اسے حاصل ہوتے ہیں۔ ان حقوق کی تفصیل یہ ہے:

① **اطاعت:** سب سے پہلا حق تو یہ ہے کہ اس کے احکام سنے اور مانے جائیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: ﴿**یاایها الذین آمنوا اطیعوا الله واطیعواالرسول واولی الامر منکم**﴾ اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی نیز اپنے میں کے اصحاب امر کی۔ [سورة النساء]

اس آیت میں اصحاب امر یعنی خلیفۃ المسلمین اور اس کے مقرر کردہ امراء کی اطاعت ضروری ہے۔ اس طرح ضروری کہ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے حکم کے پہلو ہی میں یہ حکم بھی ثبت کر دیا گیا ہے۔ اس انداز کلام کا جو تقاضہ وہ اہل نظر پر مخفی نہیں رہ سکتا نبی ﷺ نے اسی تقاضے کی شرح فرما دی کہ: **((من اطاعنی فقد اطاع الله ومن**

یعصمنی فقد عصی اللہ ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی)) جس نے میرا حکم مانا اس نے دراصل اللہ کا حکم مانا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے دراصل اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے اپنے امیر کا حکم مانا اس نے دراصل میرا حکم مانا اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے دراصل میری نافرمانی کی۔[مسلم]

غور کیجئے جو اطاعت فی الواقع اللہ اور رسول ﷺ کی بن جاتی ہو وہ افراد کی اپنی مرضی اور سہولت پر موقوف نہیں رہ سکتی اس کا تو حق ہوگا کہ اسے اشخاص کی طبیعی آمادگیوں سے یکسر بلند رکھا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((دعانا النبی ﷺ فبایعنا فکان فی ما اخذ علینا ان بایعنا علی السمع والطاعۃ فی منشطنا ومکرھنا وعسرنا ویسرنا)) ہمیں نبی ﷺ نے بلایا اور آپ سے ہم نے بیعت کی تو ان باتوں میں جن کا ہم سے آپ نے عہد لیا یہ بات بھی شامل تھی کہ ہم ہر حال میں چاہے گوارا ہو یا ناگوار ہم تنگی کے عالم میں ہوں یا کشادگی کے عالم میں اپنے امراء کے احکام سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے۔[مسلم کتاب الامارۃ]

پھر صرف یہی نہیں کہ طبیعت کی ناگواری اور تنگی وپریشان حالی کے وقت بھی سمع وطاعت ایک مسلم کا فرض ہے بلکہ یہ فرض اس وقت بھی اپنی جگہ جوں کا توں برقرار رہتا ہے جب یہ حکم دینے والے بے کرداری کا شکار ہوں اور حقوق کے مواقع پر انہیں اپنی ذات سب سے پہلے یاد آتی ہو۔چنانچہ مذکورہ حدیث اطاعت میں آگے یہ الفاظ بھی

آتے ہیں:((**واثـرۃ علینا**)) اوراس وقت بھی ایسا ہی کریں گے جب ہمارے خلاف ترجیح برتی جارہی ہو[**مسلم**]۔اور بات اب بھی اپنی حد کونہیں پہنچی رسول اللہ ﷺ کا فرمانا تو یہاں تک ہے کہ:((**تسمع وتطع وان ضرب ظھرک واخذ مالک فاسمع واطع**)) تمہیں (امراء کے حکموں کو) سننا اور ماننا چاہئیے حتی کہ تمہاری پیٹھ زخمی کردی جائے اور تمہارا مال چھین لیا جائے تو بھی سنتے اور مانتے رہو۔[مسلم]

یہ اور اس طرح کی متعدد حدیثیں مسلمانوں کو تلقین کرتی ہیں کہ وہ اپنے خلاف سب کچھ جھیلتے رہیں مگر سمع اور طاعت کے دامن کو ہرگز نہ چھوڑیں جب تک ایک شخص امارت اور خلافت کے منصب پر فائز ہے اس کی اطاعت کا حق ناقابل انکار ہے اور ایک مسلم کا فرض ہے کہ اس حق کو برابر تسلیم کرتا رہے اور اس کی بے کرداری اور اس کی بے انصافی اور ستم کوشی بھی اس کے اس حق کو ساقط نہیں کرسکتی یہ حق کتنی اہمیت رکھتا ہے اور اس کا انکار مسلمانوں کو کہاں تک پہنچا دیا کرتا ہے اس کا اندازہ ذیل کی حدیث سے لگایئے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:((**من خلع یدا من طاعة لقی اللہ یوم القیامة ولاحجة له**)) جس نے اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کے پاس (اپنی روش کے حق ہونے پر) کوئی دلیل نہ ہوگی۔[مسلم کتاب الامارۃ]

معلوم ہوا کہ خلفاء وامراء کی نافرمانی کا معاملہ ایسا نہیں ہے جو یہیں ختم ہوجاتا ہے بلکہ ایسا ہے جو کل اللہ کے حضور بھی پیش ہوگا اور جب پیش ہوگا تو وہاں اس کے جرم کی

صفائی میں کوئی بات نہ کہی جا سکے گی۔آدمی کو اقراری مجرم بننے کے لئے مجبور ہونا پڑے گا۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:((**من رای من امیرہ شیئا یکرھہ فلیصبر علیہ فانہ من فارق الجماعۃ شبرا فمات الامات میتۃ جاھلیۃ**)) جوکوئی اپنے امیر کے ہاتھوں کوئی ناگوار حرکت سرزد ہوتے دیکھے اسے چاہئیے کہ صبر کرے(اوراس کی وجہ سے اطاعت سے منہ موڑ لینے کی ہرگز نہ سوچے) کیونکہ جو شخص بالشت بھر بھی جماعت سے الگ ہورہے گا وہ جاہلیت کی حالت میں مرے گا۔

[بخاری کتاب الفتن]

درج بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ خلیفۃ المسلمین کی حیثیت اسلامی اور ملی اجتماعیت اور ملی تنظیم کے نشان کی ہوتی ہے۔اس لئے اس کی اطاعت سے انکار ایک فرد کی اطاعت کا انکار نہیں ہوتا بلکہ مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی کا علان ہوتا ہے اور یہ ایک ایسا خطرناک اقدام ہے جس کے بعد خود مسلم ہونے کا دعوی بھی بے وزن ہوکر رہ جاتا ہے اورآدمی اپنی تمام تر دین داریوں کے باوجود جب مرتا ہے تو جاہلیت کی موت مرتا ہے (ایک طرح کی) بلکہ بعض احادیث سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ کلی جاہلیت کی موت مرتا ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:((**من خرج من الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ الا ان یرجع**)) جوکوئی (مسلمانوں کی) جماعت سے بالشت برابر بھی الگ ہورہا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا حلقہ نکال پھینکا الاّ یہ کہ وہ جماعت کی طرف پھر لوٹ آئے۔[ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ]

خلافت کا حق یہ بھی ہے کہ خلیفۃ المسلمین/ امراء سے محبت رکھی جائے جس طرح ظاہر

میں اس کے احکام کی اطاعت ہو اسی طرح دلوں میں اس کی ذات کے لئے جگہ موجود ہو۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:((**خیار ائمتکم الذین تحبونھم ویحبونکم وتصلون علیھم ویصلون علیکم وشرار ائمتکم الذین تبغضونھم ویبغضونکم وتلعنونھم ویلعنونکم**)) تمہارے اچھے خلفاء وہ ہونگے جن سے تم کو محبت ہو اور تم سے انہیں محبت ہو اور جن کے لئے تم رحمت کی دعائیں کرو اور وہ تمہارے لئے کریں۔اسی طرح تمہارے برے خلفاء وہ ہوں گے جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں اور جن پر تم لعنت بھیجو اور وہ تم پر لعنت بھیجیں۔[مسلم کتاب الامارۃ]

چنانچہ ایک اور حدیث میں محبت اور بہترین جذبات کے اس رویے کو دین داری کا راست تقاضہ قرار دیا گیا ہے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:((**الدین النصیحۃ قلنا لمن یارسول اللہ قال للہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتھم**)) دین اخلاص مندی کا نام ہے۔ہم نے (یعنی صحابہ نے) پوچھا کس کے لئے اخلاص مندی کا؟ ارشاد ہوا اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے مسلمین کے خلفاء اور مسلمین کے لئے یہی وجہ ہے کہ خلیفہ کی بیعت کو صرف ایک ظاہری اور رسمی وفاداری نہیں کہا گیا بلکہ اپنی متاع قلب دے دینے سے تعبیر کیا گیا ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:((**من بایع اماما فاعطاہ صفقۃ یدہ وثمرۃ قلبہ فلیطعہ ما استطاع**)) جس نے خلیفہ سے بیعت کر لی اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا اور اپنی متاع قلب اس کے حوالے کر دی اسے چاہیئے کہ اپنے بس بھر اس کی

پوری پوری اطاعت کرتا رہے[مسلم]۔گویا خلیفۃ المسلمین سے بیعت عہد اطاعت ہی نہیں عہد اخلاص و محبت بھی ہے ۔خلیفۃ المسلمین کا تیسرا حق یہ ہے کہ اسے دنیا کی نہیں بلکہ دین کی ضرورت سمجھا جائے اور خلیفۃ المسلمین سے جو بیعت کی جائے اس کے پیچھے اصل محرک صرف آخرت اور رضائے الٰہی ہو۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((**ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة......ورجل بايع اماما لا يبايعه الا لدنيا**)) تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (بوجہ ناراضی) مخاطبت نہ فرمائے گا......ایک اس شخص سے جس نے خلیفہ سے بیعت صرف دنیوی غرض سے کی ہو۔[بخاری کتاب الاحکام]

اس سے معلوم ہوا کہ خلیفۃ المسلمین کی بیعت یا اطاعت سے انکار ہی ایک مسلم کے لئے ناروا سلوک مہلک ہی نہیں بلکہ وہ نام نہاد بیعت اور اطاعت بھی ایسی ہی ثابت ہوگی جو محض دنیوی مصلحتوں کی خاطر کی گئی ہو۔شریعت نے جس صراحت اور زور کے ساتھ اطاعت امر کی تلقین کی ہے اس صراحت اور زور کے ساتھ یہ بھی فرما رکھا ہے کہ یہ اطاعت غیر مشروط ہرگز نہیں بلکہ قطعی مشروط ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:((**لا طاعة فى معصية الله انما الطاعة فى المعروف**)) اللہ کی معصیت کے کام میں کسی کی اطاعت نہیں اطاعت صرف معروف میں ہوگی ۔[مسلم]

یعنی اطاعت کی شرط یہ ہے کہ حکم کسی معروف کا دیا ہو نہ کہ کسی معصیت کا معصیت کا حکم لازماً ٹھکرا دیا جائے گا اور اس کی تعمیل نہیں بلکہ عدم تعمیل ضروری ہوگی ٹھیک ویسی ہی ضروری جیسی کہ معروف کے حکم کے موقع پر اس کی تعمیل ضروری ہوتی ہے۔معصیت

کے کاموں میں کسی بھی صاحب امر کی اطاعت کس حد تک ممنوع اور کیسی حرام ہے اس بات کا اندازہ ایک واقع سے لگائیے۔

''رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری صحابی کی سرکردگی میں جہاد کے لئے ایک دستہ روانہ فرمایا اور حسب دستور اسے ہدایت دے دی کہ اپنے امیر کی اطاعت کرتے رہنا۔ دوران سفر ایک بار وہ ان سے کسی بات پر ناراض ہو گئے اور انتہائی غصے کے عالم میں انہیں حکم دیا کہ کہ لکڑیاں اکھٹی کریں جب لکڑیاں اکھٹی کی جا چکیں تو کہا ان لکڑیوں کو آگ دے دو جب آگ دے دی گئی تو انہیں مخاطب کر کے فرمایا: کیا رسول للہ ﷺ نے تمہیں اس بات کی تاکید نہیں فرمائی ہے کہ میری سننا اور اطاعت کرنا؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں فرمائی ہے اس پر انہوں نے کہا اچھا تو اس آگ میں کود جاؤ یہ سن کر لوگ ایک دوسرے کی طرف تکنے لگے اور کچھ لوگ اس حکم کی تعمیل پر بھی تیار ہو گئے مگر اور لوگوں نے کہا ہم تو آگ ہی سے بچنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھاگ کر آئے تھے (پھر اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس میں از خود جا کودیں) غرض تھوڑی دیر بحث و تکرار اور کشش و پنج کی یہی حالت رہی اس دوران امیر لشکر کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا اور آگ بھی بجھ گئی پھر جب یہ سب لوگ اپنی مہم سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس پہنچے تو وہاں پورا واقع بیان کیا گیا آپ نے سننے کے بعد ان

لوگوں کو خطاب کر کے جو حکم امیر کی اطاعت میں آ گ کے اندر کودنے پر آمادہ ہو گئے تھے فرمایا اگر تم آ گ میں کود پڑتے تو قیامت تک اسی میں پڑے رہتے''۔[مسلم کتاب الامارۃ]

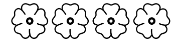
ثابت ہوا کہ غیر معروف اطاعت حرام ہے اور معروف میں امیر کی اطاعت ایک مسلم پر واجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((اوصیکم بتقوی اللہ تعالیٰ والسمع والطاعۃ وان تامر علیکم عبد حبشی من یعیش منکم بعد غیری اختلافا کثیرا بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدین من بعدی تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ)). [ابوداؤد/میراث الانبیاء]

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے تقوی اور سمع وطاعت کی اگرچہ تم پر حبشی غلام امیر بنا دیا جائے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ امت میں بہت سارے اختلافات برپا ہوتے دیکھے گے ایسے وقت میں تمہارے لئے ضروری ہوگا کہ میری سنت اور خلفاء الراشدین المہدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامے اور دانتوں سے پکڑے رہو اور نئے کاموں سے بچنا کیونکہ ہر نیا کام یعنی بدعت گمراہی ہے۔

اسلام میں خلافت کے سیاسی نظام کے علاوہ ہر طریقہ بدعت اور گمراہی ہے۔ شریعت نے اگر کوئی نظم ونسق کا اگر طریقہ دیا ہے تو وہ صرف اور صرف خلافت کا طریقہ ہے اسی

واحد طریقے سے ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی ہوسکتی ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:((**ان الدین بدأ غریبا ویرجع غریبا فطوبی للغرباء الذین یصلحون ما افسدالناس من بعدی من سنتی**)) دین کا آغاز غربت کے عالم میں ہوا تھا اور ایک وقت چل کر وہ اسی عالم میں لوٹ جائے گا تو مبارکی ہو ان غرباء کے لئے جو اس وقت میری سنت میں کی ان چیزوں کو پھر سے درست کریں گے جنہیں لوگوں نے بگاڑ رکھا ہوگا۔[ترمذی: ۲/۹۲]



اعلان خلافت

اجتماعیت اور تنظیم وہ چیز ہے جس پر خلافت اور امامت کا قیام موقوف ہے اگر دیواروں کے بغیر چھت نہیں بنائی جاسکتی تو نظم اجتماعی کے بغیر نظم خلافت بھی قائم نہیں کیا جاسکتا۔ مانا ہوا اصول ہے کہ وہ کام بھی فرض بن جاتا ہے جس پر کسی فرض کا ادا ہونا موقوف ہو۔ بہت سے دینی احکام کی بجا آوری ایک خلیفہ کے تقرر پر موقوف ہے۔

غرباء کو خوشخبری ہو کہ مہاجرین اور انصار کا اجتماع اقامت دین اور اعتصام بحبل اللہ اور امام واحد امیر المومنین ملا محمد عمر المجاہد حفظہ اللہ کی بیعت پر مضبوط معاہدہ کر چکا ہے جو ان سب کا امیر المومنین ہوگا وہ جانتے ہیں کہ ''امام الاعظم'' کے حقوق اور واجبات (کیا) ہیں۔ بخاری اور مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

((الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته والامام الذی علی الناس راع وھو مسئول عن رعیته)) خبردار تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور امام جو لوگوں پر ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

جو شخص امت کے حال سے باخبر ہو چکا ہے کہ یہ امت ایک طویل عرصے سے بناوٹی

قوانین کی سرداری اور شدید فرقہ بندی میں ہے علم یقین کی حد تک واضح ہو گیا ہے کہ تمام واجبات سے زیادہ واجب یہ ہے کہ اپنی جان و مال کے ساتھ امیر المومنین کی مدد کرے اور امیر المومنین پر تمام واجبات سے زیادہ واجب یہ ہے کہ وہ مسلمین کو کتاب وسنت کا پابند بنائے اور شریعت کے مخالف طریقوں اور قوانین کو پھینک دے اور یہ کہ طاغوتوں اور مشرکوں کا انکار کرے ان میں سے کسی ایک کو بھی اپنا دوست نہ بنائے اور کفر کے نظام سے براءت کرے جس کا نام ''جدید عالمی نظام'' NEW WORLD ORDER اور اقوام متحدہ UNITED NATION اور امن کمیٹی اور حکومتوں سے براءت کرے جنہوں نے لوگوں کی دوستی کو تقسیم کر دیا ہے اور ان تمام تنظیموں سے براءت کرے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتی ہیں اور مومنین کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ولایت میں داخل ہو جائے اور اعلائے کلمۃ اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے مسلمانوں کو واضح جلی جھنڈے تلے جمع کرے

بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((**انما الامام جنة يقاتل من ورائه ويتقى به**)) بے شک امام ڈھال ہے (یعنی امت کے لئے ایک ڈھال ہے) اس کے پیچھے لڑا جاتا ہے (یعنی اس کے جھنڈے تلے) اس کے ساتھ رہ کر دشمن سے بچا جاتا ہے۔ اور امام پر تمام واجبات سے زیادہ واجب یہ ہے کہ اللہ کے نازل کردہ احکامات کے تحت فیصلہ کرے۔ ابن ابی شیبہ نے '' المصنف '' میں صحیح سند سے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: امام پر حق یہ ہے کہ وہ اللہ کے نازل کردہ احکامات کے تحت فیصلہ کرے اور امانت ادا کرے پھر جب وہ ایسا

کر لے تو مسلمانوں پر حق ہے کہ اس کو سنیں اور اطاعت کریں اور اس کی پکار پر لبیک کہیں اور اس بارے میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سچ کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾

[المائدة]

جو اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلے نہیں کرتے دراصل وہی لوگ کافر ہیں۔

اور فرمایا اللہ جل ذکرہ نے:

﴿ وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ (۴۹) اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ﴾ [المائدة]

اور جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے ہم تمہیں تاکید کرتے ہیں کہ اسی کے مطابق ان لوگوں میں حکم دو (اور ان کی خواہشوں کی پیروی مت کرو اور ان کے داؤ گھات سے ہوشیار رہو جو کتاب اللہ نے تمہاری طرف اتاری ہے کہیں اس کے حکم سے یہ لوگ تمہیں بھٹکا نہ دیں) پھر اگر یہ لوگ نہ مانیں تو جان لو کہ اللہ ہی کو منظور ہے کہ ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت نازل کردے اور بے شک اکثر لوگ فاسق

ہیں کیا یہ زمانہ جاہلیت کے حکم کے خواہش مند ہیں اور جو یقین رکھتے ہیں ان کے لئے اللہ سے اچھا حکم کس کا ہے۔

اور امیر المومنین کے لئے جائز نہیں کہ وہ ایک مذہب اور دوسرے مذہب میں تعصب کرے ایک عالم اور دوسرے عالم میں تعصب کرے بلکہ اس کی میزان کتاب اللہ اور سنت رسول ہونی چاہیئے اور وہ اعراض کرے تمام اقوال ومسائل سے، جو اقوال کتاب وسنت کے مطابق ہوں تو وہ مقبول اور جو بھی کتاب وسنت کے مخالف ہیں مردود ہیں بے شک اللہ نے ہمیں اپنی رسی پکڑنے کا حکم دیا ہے اور اللہ کی رسی وہ وحی ہے جو نازل ہوئی اس کے امین رسول اللہ ﷺ پر، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلاَ فًا كَثِيْرًا﴾[النساء: ۸۲] اور اگر یہ (قرآن) اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو تم اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔

اور فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُوْلِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلاً﴾ اے ایمان والوں اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو اولوالامر ہوں اس کی اطاعت کرو اگر تمہارے درمیان کسی بات میں اختلاف واقع ہو جائے تو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو یہ بہت اچھی بات ہے اور یہی بہترین تاویل

ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴾[النساء]

آپ کے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ یہ آپ کو حکم نہ بنالیں اور جب آپ ان کے باہمی اختلافات میں فیصلہ کردیں اور یہ پھر اپنے نفس میں آپ کے فیصلے پر کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں اور فیصلے کو بسروچشم تسلیم کرلیں۔

اور مہاجرین اور انصار نے جان لیا اطاعت امیر المومنین کے بارے میں پس بخاری ومسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

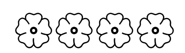
((السمع والطاعة على المرء المسلم فيما احب وكره مالم يومر بمعصية ، فاذا امر بمعصية فلا سمع وطاعة)) مسلم مرد پر سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے چاہے اسے پسند ہو یا ناپسند سوائے معصیت کے حکم کے تو جب وہ گناہ کا حکم کرے تو نہ سمع ہے اور نہ ہی اطاعت ہے۔[بخاری ومسلم]

ہم یہ جانتے ہیں کہ اگر امام سے کھلم کھلا کفر نہ ہو تو اس سے خروج (علیحدگی) جائز نہیں بخاری ومسلم نے عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:((بايعنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم على السمع والطاعة فى منشطنا ومكرهنا وعسرنا ويسرنا واثر علينا ، وان لا ننازع الامرا اهله الا ان تروا كفرا بواحا عندكم

فیــہ مــن اللہ برھان)) اللہ کے رسول ﷺ نے ہم سے بیعت لی سننے کی اور اطاعت کرنے کی بیماری میں وخوشی میں اور ہماری تکلیف میں بھی تنگی میں بھی آسانی میں بھی اور ہمیں (اس عہد پر) پکا کرایا اور یہ کہ اہل امر سے ہرگز نہ جھگڑیں جب تک کہ اس میں واضح کفر نہ دیکھ لیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل بھی ہو۔

پوری دنیا کے مسلمانوں کو خوشخبری ہو کہ اللہ کے فضل ورحمت سے مہاجرین اور انصار نے اس عظیم بیعت کو قائم کر دیا ہے اور یہ بہت کوشش متواصلہ اور بحث واتمام حجت کے بعد ہوا کہ سب راضی ہو گئے کہ وہ بیعت کر لیں امیر المومنین ملا محمد عمر المجاہد حفظہ اللہ کی اس منصب کے اٹھائے جانے کے بعد اور اس سے طویل عرصہ دور رہنے کے بعد ہمارے زمانے میں امیر المومنین تمام لوگوں کے لئے ہیں اور امت محمد ﷺ پر واجب ہے کہ وہ امیر المومنین کی سمع واطاعت کرے جب تک وہ اس میں واضح کفر نہ دیکھ لیں جس پر ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل بھی ہو اور تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ’’جماعت المسلمین‘‘ سے لزوم کریں اور امام الاعظم کی بیعت کریں اور اس کی مدد کریں اور بنفس نفیس اس کی تابعداری کریں اور جہاد کے ذریعے دین کے قیام اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے اس کی مدد کریں۔حتی کہ تمام امت طاغوت کی عبادت اور ظالمانہ قوانین کی تابعداری سے نکل کر ایک اللہ کی عبادت کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی عزت والی کتاب کی تابعداری کرنے لگ جائے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:﴿وَ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ (۴) بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ﴾ [الروم:۵]۔اوراس روزمومن خوش ہوجائیں گے (یعنی)اللہ کی مدد سے وہ جسے چاہتا ہے مدد دے دیتا ہےاوروہ غالب اورمہربان ہے۔



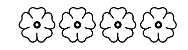
بیعت کا عہد لینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی وصیت

بخاری و مسلم اور ان دونوں کے علاوہ صحاح ستہ اور مسانید میں آئمہ محدثین نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

''لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے شر کے بارے میں پوچھا کرتا تھا۔ اس ڈر سے کہیں شر میں مبتلاء نہ ہو جاؤں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر کی حالت میں تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر (اسلام) عطا فرمایا، اب کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، میں نے عرض کی کیا اس شر کے بعد کوئی خیر ہوگی؟ فرمایا ہاں لیکن اس میں کچھ آمیزش اور کدورت ہوگی میں نے عرض کیا: وہ آمیزش اور کدورت کیا ہوگی؟ فرمایا ایسے لوگ ہونگے جو میری سنت پر نہیں چلیں گے اور میرے طریقے کے سوا دوسروں کا راستہ اختیار کریں گے ان میں اچھی باتیں بھی ہونگی اور بری بھی میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد برائی ہوگی آپ نے فرمایا ہاں ایسے لوگ ہونگے جو جہنم کے دروازے کی طرف

لوگوں کو بلائیں گے جو ان کی بات مانے گا انہیں جہنم میں جھونک دیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی حالت بیان فرمائیے آپ نے فرمایا ان کا رنگ ہم جیسا ہوگا اور ہماری زبان بولیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں ان کا زمانہ پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ((تلزم جماعة المسلمين وامامهم)) جماعۃ المسلمین اور ان کے امام کے ساتھ چمٹے رہنا، میں نے کہا اگر جماعۃ المسلمین اور ان کا امام نہ ہو؟ تو فرمایا: تو ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا خواہ تم کو مرنے تک درخت کی جڑ چبانی پڑے۔

اور بخاری و مسلم میں حدیث ہے جو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اپنے امیر میں کوئی برائی دیکھی تو اسے چاہیئے کہ وہ صبر کرے کیونکہ جو شخص سلطان (کی اطاعت) سے ایک بالشت بھی نکل گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔



بیعت کی نص

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں ایسی تعریف جو کثرت سے ہو جو پاک ہو اور برکت والی ہو صلاۃ اور سلام ہو اللہ کے رسول پر اور آپ کی طیب اور طاہر اولاد پر، **امیر المومنین ملا محمد عمر المجاہد** حفظہ اللہ، اللہ علی القدیر آپ کی مدد کرے۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

اما بعد! مہاجرین اور انصار امر خلافت کے قیام کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔ جب ہم نے دیکھا کہ ملت اسلامیہ اختلافات اور ٹوٹ پھوٹ اور کمزوری میں ہے اور اسی حالت میں ایک عرصہ گذر گیا ہے۔ واجب ہے کہ امت اسلامیہ کے لئے ایک امام ہو جو اللہ کے نازل کردہ احکامات کے ساتھ حکم کرے۔ جب سے خلیفہ کا منصب اٹھا دیا گیا ہے تو اکثریت فساد کرنے والوں کی ہو گئی ہے۔ لوگ دین کی نصرت سے ہٹ گئے ہیں طواغیت کے غلبہ کی وجہ سے اور مشرکین اور ان کا اتباع کرنے والے علماء سو اور دجالین اللہ کے دین کو معطل کرنے والے یہ سب اسلام سے لڑنے کے لئے جمع ہو چکے ہیں۔ یہ احبار اور رہبان قرآن کو سلطان سے علیحدہ کرنے کے لئے جمع ہو چکے ہیں۔ اور جب ہم نے دین کو ضائع ہوتے دیکھا تو ہم نے باوجود قلت ناصرین کے یہ سمجھ لیا کہ ہم پر خلیفہ کی طرف سے واجب ہے کہ ہم حواریوں کی مانند ہو جائیں جب انہوں نے کہا تھا﴿ **نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ** ﴾[**الصف**: ۱۴] ہم اللہ کے مددگار ہیں

چنانچہ اسی وجہ سے تم نے ہمیں آواز دی اور ہمیں جمع کیا اور ہم سے دین کی مدد کا پکا عہد و پیمان لیا اور امت کو جگایا تا کہ فریضہ غائبہ کا قیام کیا جائے۔ اللہ عزوجل کے حکم اور اس کے رسول ﷺ کے امر میں بیعت کی گرہ کا وجوب تابعداری کے ساتھ اس آدمی کے واسطے ہے جو امت کی قیادت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے ذریعے کرے اور آپ کے لئے ہمارے اوپر سمع اور اطاعت ہے تنگی اور آسانی میں خوشی میں اور ناخوشی میں اور یہ کہ امراء سے جھگڑا نہ کریں مگر سوائے اس کہ کے ہم اس میں کھلا کفر دیکھیں جس کے بارے میں ہمارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو اور اللہ کی قسم ہم اس بات کو جانتے ہیں کہ آپ نے خود خلافت طلب نہیں کی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: اگر درخواست کے بعد تجھے (یہ امارت) ملی تو تیرے سپرد کردی جائے گی اور بغیر درخواست کے ملی تو تیری (منجانب اللہ) مدد کی جائے گی۔ بلاشبہ ہم نے آپ کو خلافت قبول کرنے کی دعوت دی تا کہ دین کی نصرت اور مجروح امت کی صیانت کی جائے اللہ کی قسم ہم ایسا ہرگز نہیں کہیں گے جیسا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا: ﴿فَاذۡهَبۡ اَنۡتَ وَ رَبُّکَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ﴾ [المائدة] کہ تم اور تمہارا رب جاؤ اور دونوں لڑو ہم یہیں بیٹھیں رہیں گے۔ البتہ ہم آپ کے دائیں اور بائیں ہو کر لڑیں گے آپ کے آگے اور پیچھے لڑیں گے اللہ تعالیٰ کی برکت سے ہمارے ساتھ چلیئے اور کسی کی ناراضگی کو خاطر میں نہ لایئے اللہ کے دین کی مدد کے لئے رسول اللہ ﷺ اور انکے خلفاء الراشدین المہدین ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طرز پر اور بے شک ہم آپ کے کان ہونگے جس کے

ذریعے آپ سنیں گے اور آپ کی آنکھیں ہونگے جس سے دیکھیں گے اور آپ کے ہاتھ ہونگے اس کے ذریعے آپ حملہ آور ہونگے اور آپ کی ٹانگیں ہونگے جس پر آپ چلیں گے اور ہم اس معاہدے پر اپنی استطاعت کے اعتبار سے ہیں۔ ﴿فَمَنۡ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنۡكُثُ عَلٰى نَفۡسِهٖ﴾ پھر جو عہد کو توڑے تو عہد توڑنے والے کا نقصان اسی کو ہے۔[الفتح: ١٠]اور ہم اپنے آپ کو اور تم کو اور تمام مومنین کو اللہ تعالیٰ کے قول کے ذریعے نصیحت کرتے ہیں: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡۤا اَنۡصَارَ اللّٰهِ ﴾ اے ایمان والوں اللہ کے مددگار ہو جاؤ۔[الصف: ١٤]﴿اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰى مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَ اَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَـنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَيَقۡتُلُوۡنَ وَيُقۡتَلُوۡنَ ۚ وَعۡدًا عَلَيۡهِ حَقًّا فِى التَّوۡرٰٮةِ وَ الۡاِنۡجِيۡلِ وَ الۡقُرۡاٰنِ ؕ وَ مَنۡ اَوۡفٰى بِعَهۡدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَيۡعِكُمُ الَّذِىۡ بَايَعۡتُمۡ بِهٖ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ﴾ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے اور اس کے عوض میں ان کے لئے جنت ہے یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں یہ توراۃ انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے۔[التوبة: ١١١]

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

(مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان)